Resized



Some of the .pdf files we download from the Internet are not fit enough for direct upload to our servers.

We enhance the scan quality of such files, resize the pages to a standard size which is resaonably readable and then upload them.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۸

جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

مسیحی لاہور

ہندوستانی مسیحیوں کا مذہبی۔ اخلاقی۔ علمی وتمدنی ماہواری رسالہ

ایڈیٹرز ا مسٹر کے ایل رلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن سکول لاہور ایڈیٹر انچیف
۲ مسٹر آئیون جیکب صاحب ماحتی بی اے بی ٹی جائنٹ ایڈیٹر

فہرست مضامین

کل خط و کتابت متعلق مضامین وغیرہ بنام مسٹر کے ایل رلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل سکول لاہور بھیجنی چاہیے
باقی خط و کتابت و ترسیل زر چندہ و عطیہ وغیرہ بنام مسٹر [illegible] خان بی اے بی ٹی - مینیجر
رنگ محل مشن سکول لاہور آنی چاہئیں • قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک دو روپے ۸/
۵۰ [illegible] کم آمدنی والوں کے لئے فقط دو روپے



THE LATE RAI BAHADUR MAYA DASS
OF
FEROZEPORE.

نوٹ اور رائیں

اطلاع ضروری

ہمارے دیرینہ سرپرستان و کرمفرما مربیان رسالہ کو واضح ہو کہ مالی حالت کے خراب ہونے کے باعث مسیحی بند کر دیا گیا تھا۔ اب اگرچہ ہم نے دوبارہ بڑی جانفشانی اور جان کاہی کے بعد خدا کا نام لیکر اس پرچے کو شروع کر دیا ہے تاہم کامیابی کا دارومدار زیادہ تر حامیان رسالہ کی دریادلی پر ہے۔ امید ہے کہ مسیحی کے قدردان اور ہمدرد بہت جلد سال کا چندہ ادا فرما کر ہمیں ممنون احسان فرمائیں گے۔ مختلف باتوں کو مدنظر رکھکر اخبار مسیحی کا سالانہ چندہ بجائے تین روپے کے ڈھائی روپیہ کر دیا گیا ہے۔ اور جن اصحاب کی آمدنی پچاس روپے سے کم ہے اُن کے لئے فقط دو روپے۔ امید ہے کہ مسیحی شائقین و خواتین مسیحی کی سرپرستی فرما کر رسالے کی آب و تاب کو دوبالا کر دیں گے +

شکریہ

(۱) ہم عالی جناب کنور رگھبیر سنگھ صاحب۔ او۔ بی۔ ای۔ ڈپٹی کمشنر گجرات کا تہِ دل سے شکریہ بجالاتے ہیں کیونکہ جناب نے مبلغ ۲۰ روپے کا عطیہ ارسال فرما کر مسیحی کا پایہ افتخار بڑھایا ہے۔ کنور اور کنورانی صاحبہ دونو بڑے نیک دل ہیں۔ اور ہمیشہ مسیحی کاموں میں بڑا حصہ لیتے ہیں۔ اور قوم سے بڑی ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ خداوند کریم انہیں بہت ترقی دے اور مسیحی قوم کی خدمت کرنے کی بیش از بیش توفیق عنایت فرمائے +

(۲) رائے بہادر مسٹر ایم۔ ایل رلیا رام صاحب سرکاری وکیل گورداسپور کے ہم بہت قائل ہیں کہ جناب نے نہایت خلوص دل اور بسبب اخلاق دس روپے بے کہے عنایت فرمائے ہیں۔ اکثر شائقین اخبار مسیحی کو معلوم ہوگا کہ اخبار مسیحی کے بانی مبانی

آپ ہی ہیں۔ ۱۸۹۶ء کے قریب کوئی ۲۴-۲۵ سال کا عرصہ ہوا کہ یہ اخبار پہلے پہل آپ کے قلم صدق رقم سے نکلا ہم انشا اللہ کسی پرچے میں اخبار مسیحی کی مختصر تاریخ درج کریں گے۔ جو خدمات ڈیکن صاحب نے قوم کی کیں ہیں ان کا خیال کر کے ہم اس عطیہ کی خاص قدر کرتے ہیں۔

(۴) مسیحیوں کے لئے بڑی مسرت آمیز اور مسیحی بہنوں کے لئے نہایت ہمت خیز خبر موصول ہوئی ہے کہ مسٹر ڈانیل ہیڈ ماسٹر وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی گجرات کی صاحبزادی مس جنا ڈانیل صاحبہ کو دو سال کیلئے ولایت جا کر کیمبرج ٹیچرز ڈپلوما حاصل کرنے کیلئے برمنگھم سکالرشپ دیا گیا ہے۔ ہم ہیڈ ماسٹر اور ان کی دختر نیک اختر کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد آپ اپنی مسیحی بہنوں کو از حد تعلیمی اور اخلاقی فائدہ پہنچائینگی پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ سر ملکم اور لیڈی ہیلی کو جلسۂ خیر مقدم میں ایک ایڈریس پیش کیا جائے۔ جس میں قوم کے ۵۰ بزرگ ہر فرقے اور ہر کلیسا کے بطور وفد کے شامل ہونگے۔ ہمارے فخر قوم جناب آنریبل راجہ سر ہرنام سنگھ اہلو والیہ۔ نے اس وفد کا ہادی ہونا منظور فرما لیا ہے ایک تار خوشنودیٔ مزاج اور خوش آمدید کے لئے سر ملکم اور لیڈی ہیلی کی خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کا بذریعہ ڈاک اعتراف کیا گیا ہے۔ امید قوی ہے کہ گورنر موصوف کے عہد حکومت میں ہماری قوم بہت سرسبز اور شاداب ہوگی

(۵) زمین عیسائیوں کو دی جانے کی تجاویز کے بارے میں جو خط وکتابت ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق مسیحیوں کی آگاہی کے لئے جو کارروائی وقتاً فوقتاً ہوگی باقاعدہ رسالہ مسیحی میں چھپتی رہا کریگی +

مبارکبادی

مس جمیلہ سراج الدین صاحبہ - بی - اے نے پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔ اے کے امتحان اکنامکس یعنی علم سیاست مدن میں کامیابی حاصل کی ہے پروفیسر سراج الدین صاحب اور ان کی اہلیہ کو مبارک +

سلسلہ مشاہیر قوم

(۲) رائے بہادر ڈپٹی متیاداس صاحب فیروز پور

افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے　　اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں　　وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

تمہید مسیحی ہوں یا غیر مسیحی ایک ایک کی زبان سے یہی سننے میں آتا ہے کہ پہلے سے مسیحی اب چراغ لے کر ڈھونڈو تو نہیں ملتے۔ وہ ایک بہادر سپاہیوں کا دستہ تھا جو ایام غدر کے قریب شاہِ دوجہاں کا وفادار جانثار نکلا۔ یا ایک نگارنگ کے پھولوں کا گلدستہ تھا۔ کہ باغ مسیحی کو مہکا گیا۔ اور تمام جہان کو اپنی بہار دکھلا گیا۔ جس کا پھول پھول اب باغ بہشت کی رونق دوبالا کر رہا ہے اسی گلدستے کے ایک پھول رائے بہادر ڈپٹی متیاداس۔ مسیحی قوم کی آس ہیں۔ جو نظر سے دور مگر دل کے پاس ہیں۔ ؎

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا　　کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

پیدائش اور بچپن ڈپٹی متیاداس لالہ کاہان چند صاحب کے ذریکے انہ تھے۔ لالہ صاحب اونچی ذات کے کھتری تھے۔ اول اول پٹواری کا کام کرتے تھے۔ مگر ترقی کرکے سکھوں کے عہد حکومت میں کردار کے عہدے پر سرافراز ہوئے لالہ کاہان چند کی معقول جائداد تھی۔ ابھی مسٹر متیاداس تین چار سال کے بچے تھے کہ ۱۸۴۴ء میں لالہ جی نے قضا کی۔

نیک اور رحم دل رشتہ داروں نے پہلے پہل تو اس خاندان کا بڑا خیال رکھا مگر بعد میں ان پر ایسی خود غرضی سوار ہوئی کہ تھوڑے دنوں میں ساری جائداد ہضم کر گئے۔ پھر بھی کسی نہ کسی صورت سے کاہان چند والا۔ یعنی وہ گاؤں جس میں ڈپٹی صاحب کے صاحبزادے مسٹر اے۔ میاداس آج کل رہتے ہیں۔ ان کی دست برد سے بچ گیا۔ اس کی شاید یہ وجہ ہو کہ زمین کی اُس زمانے میں چنداں

قدر نہ تھی۔ بیوہ ماں اور یتیم بچے اسی پر ہزار ہزار شکر کرتے تھے۔

بچپن آپ کوئی دو ڈھائی برس کے ہونگے کہ سخت بیمار ہوئے۔ ان کے والد مرحوم اس وقت زندہ تھے۔ ہر چند انہوں کے علاج معالجے کئے۔ مگر بہ روبہ صحت نہ ہوئے۔ سب نے ان کے جینے کی آس چھوڑ دی۔ آخر اُن برہمنوں اور پنڈتوں کی صلاح سے جو ان کی زندگی کے لئے دعا کرنے کیلئے روپے دے کر بلوائے ہوئے تھے اُن کے والد مرحوم نے دیوتاؤں کے غصّے کو فرو کرنے کے لئے تُلا دان دیا۔ اور سات قیمتی اشیاء میں انہیں تولا۔ آپ گھی۔ گیہوں وغیرہ اور ساتویں چیز چاندی میں تُلے۔ خوش قسمتی سے آپ دُبلے پتلے ہلکے پھلکے دو برس کے بچے تھے۔ اس لئے وزن ۱۱۰۰ روپے سے زیادہ نہ نکلا۔ موٹے ہوتے تو خدا جانے بات کہاں تک پہنچتی۔ لالہ صاحب نے خوشی خوشی ایک پلڑے میں چھوٹے ڈپٹی صاحب کو دوسرے میں لچھمی جی کو رکھا اور روپیہ تول کر برہمنوں کی بھینٹ لیا۔ لالہ جی کے کچھ بھاگ ہی اچھے تھے کہ بیٹے کی مہربانی سے سستے چھوٹے۔

اسی قصّے سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ اپنے والدین کے کتنے پیارے ہونگے۔ جہاں ان کا پسینہ گرتا ہوگا ماں باپ اپنا خون گراتے ہونگے۔

آپ کی بیوہ ماں پکی ہندو اور کٹر ٹھکرانی تھیں۔ ایک ایک مذہبی ریت رسم کی از حد پابندی کرتیں۔ اور برت ایسے کڑے رکھتیں کہ تارک الدنیا درصاحب ریاضت کیا رکھیں گے۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد انہوں نے بت پرستی یعنی ٹھاکر پوجا اس زور شور سے کی کہ آپ کی والدہ ساری برادری میں پرمیشر کی بھگت سمجھی جانے لگیں۔ اور اپنا سارا زور اس بات پر لگاتیں کہ ان کے اکلوتے فرزند بھی اونچی ذات کے کھتریوں کی سی مذہبی زندگی اختیار کریں۔ چنانچہ انہوں نے بعد بڑی تلاش کے بڑے پہنچے ہوئے اور بڑے بڑے بدھی وان پنڈتوں کو آپ کو منتر سکھانے کے لئے مقرر کیا۔ گیاتری سیکھنے کے بعد جب سوائے برہمن یا اُتم جاتی کے کھتریوں کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ آپ اشنان اور پوجا پاٹ کر کے سورج دیوتا کو ہر روز جل چڑھاتے۔ اور طرّہ یہ کہ طوطے کی طرح منتر پڑھتے اور جو منہ ہی منہ میں کہتے اُسے خاک نہ سمجھتے نہ اس کا مطلب جانتے تھے۔ اس نفگتی میں منتر پڑھتے وقت

انہیں پرانا یام کر کے سانس بھی روکنا پڑتا تھا اور کبھی ایک ناک بند کرتے اور کبھی ناک کا دوسرا سُر روکتے۔

جن دنوں میں آپ چھوٹے سے تھے۔ اپنی بیوہ ماں کو بڑے ادب سے دیوی دیوتاؤں کے آگے ڈنڈوت کرتے دیکھ کر ان کا دل دہل جاتا۔ اور محسوس کرتے کہ وہ بڑے لڑکے ہیں۔ اور جب اکیلے ٹھاکر جی کی مورتی کے آگے کھڑے ہوتے تو دل میں سخت پشیمان ہو کر کہتے۔ "ہے ٹھاکر جی میرے پچھلے پاپ چھما کیجئے میں پھر کبھی گناہ نہیں کرونگا" ایک دن صبح کو جب آپ کی ماں حسب معمول ٹھاکر جی کی مورتی کے آگے کھانا رکھ کر بھوگ لگا رہی تھیں انہوں نے چھوٹی سی گھنٹی بجا کر اور آنکھیں بند کر کے منتر پڑھے تو آپ دیکھتے رہے۔ بعد میں اپنی والدہ سے پوچھا۔ ماتا جی جب آپ ٹھاکر مورتی کو بھوگ لگاتی ہیں تو آنکھیں بند کیوں کر لیتی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میرے بچے کیا تم کو نہیں معلوم۔ دیوتا تھالی کے پاس آجاتے ہیں اور کھانا چکھ کر اسے پوتر کر دیتے ہیں اور بعد میں ہم سب تھوڑا بہت اس پرانے میں سے کھا لیتے ہیں اگر آنکھیں کھلی رکھیں تو دیوتا کھانے کے پاس نہیں آتے۔

یہ سن کر آپ دل میں سوچنے لگے کہ پیتل کے تین تین چار چار انچ کے دیوی دیوتاؤں کو آدمیوں کے سے کپڑے پہنے تھالی کے پاس آ کر چھوٹے چھوٹے نوالے اٹھاتے دیکھنا عجیب پُر لطف نظارہ ہوگا۔ اس لئے آپ نے جھوٹ موٹ آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ہاتھوں سے منہ ڈھانک لیا۔ مگر انگلیوں کے بیچ میں سے چوری چوری کن انکھیوں سے دیکھتے رہے۔ کہ دیکھوں کیا سیر نظر آتی ہے مگر کہاں۔ مورتیاں بالکل ہلتی جلتی نہ تھیں اور ان کی ننھی ننھی انگلیاں ویسی ہی بے حس و حرکت پڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر تو ہندو دیوتاؤں سے آپ کا ایمان بالکل اُٹھ گیا ۔ اور آپ یہاں تک نڈر ہو گئے کہ مورتیوں کو چھیڑتے چھاڑتے رہتے۔ مگر فقط اُس وقت جب کہ آپ کی والدہ موجود نہ ہوتیں۔ اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ دیکھ لیں اور اچھی طرح سے مرمت کریں۔ ایک دن بیٹھے اسی طرح پیتل کے دیوتاؤں سے کھیل رہے تھے

شوخی جو سوار ہوئی اٹھا پتھر کی مورت کو اپنی ماں کے گھر کی چھت پر پھینک دیا۔ مگر انہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔ نہ دیوتا ناراض ہوئے۔ نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔

جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو محمدی مذہب پر اعتقاد جمنے لگا۔ کیونکہ آپ مولوی اور مُلاّؤں کے بہت زیر اثر ہو گئے تھے صحبت کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے اس زمانے میں ہندو اور مسلمان لڑکے انہی کے مکتبوں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک دن ایک مسلمان مولوی نے آپ سے کہا اپنے گھر سے عمدہ عمدہ کھانے اور لذیذ مٹھائیاں ہمیں لا کر دیا کرو۔ مگر کسی کو پتہ نہ لگے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا کیونکہ اُن کے خیال میں استاد جو حکم کرے اسے بجا لانا شاگرد کا فرض تھا۔ اور یوں چوری چھپے استاد کیلئے چیزیں اڑا لانے میں کوئی گناہ نہ تھا۔ بقول حافظ ؎

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ؛؛ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ایک تو کڑوا کریلا۔ دوسرے چڑھ گیا نیم۔ ڈانوانڈول ہندو اور اس پر محمدی تعلیم ۔ بگڑتے چلے گئے۔ اور لگے عیسائیوں کو دق کرنے اور اُن کا مذاق اڑا کر مزہ لینے۔ ان بیچاروں کو ستانا آپ کا کھیل بن گیا۔

ایک دن ۱۸۶۲ء میں آپ لاہور میں تھے کہ مرحوم پادری جان نیوٹن کو وعظ کرتے دیکھا۔ جس خلق حلم اور خندہ روئی سے پادری صاحب موصوف اپنے سامعین سے پیش آ رہے تھے وہ بہت پسند آیا آپ بھی یہ دکھانے کو کہ مجھے انگریزی میں گٹ پٹ کرنی آتی ہے پادری صاحب کے پاس آئے اور لگے انگریزی کی ٹانگ توڑنے۔ اور پادری صاحب سے کہا۔ میں آپ کے مکان پر آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ چند سوال آپ سے پوچھنے ہیں۔

مسٹر نیوٹن بڑی مہربانی سے پیش آئے اور کہا۔ آپ جب چاہیں تشریف لے آئیں۔ جب آپ اُن سے ملنے گئے تو پادری صاحب آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ مگر اس وقت وہ بہت مصروف تھے۔ کیونکہ انجیل کی منادی کے دورے سے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ سے باتیں کر رہے تھے کہ اُن کے نوکر چاکر آئے اور کوئی چیز چمڑے کی بنی ہوئی لائے۔ معلوم ہوتا تھا کہ نوکروں نے اس چیز کو توڑ پھوڑ دیا ہے۔ مسٹر متیا داس سمجھ گئے کہ ضرور یہ کوئی چیز ہے

جو مسٹر نیوٹن کے دورے کے کام کی ہے۔ اور اس خیال میں تھے۔ کہ نوکروں نے جو یہ چیز خراب کر دی ہے ضرور پادری صاحب بہت خفا ہونگے اور نوکروں کو خوب اُڑائینگے۔ جیسا کہ سب صاحب لوگوں کا دستور ہے۔ کہ ایسی حرکت پر وہ نوکروں کو اگر ٹھوکروں سے نہیں اُڑاتے تو بھی سخت گالی گفتار ضرور دیا کرتے ہیں۔ آپ بڑے حیران ہوئے۔ جب دیکھا کہ پادری صاحب کے ماتھے پر بل تک نہیں پڑا اور کہا تو نرم آواز سے یہ کہا۔ واہ جی یہ تم نے کیا کیا۔ اُس واہ جی نے لالہ جی پر جادو کا سا اثر کیا۔ وہ صاحب کے حُسنِ اخلاق کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ مسٹر نیوٹن سے ملنے کے بعد اس واقعہ کے متعلق بارہا سوچتے رہے اور ازحد متعجب ہوئے کہ ہیں وہ کیسا عجیب مذہب ہوگا جس کے یہ ماننے والے ہیں جو اپنے پیروؤں کو دنیا کے روزمرہ کے معاملات میں ایسا نرم دل اور متحمل بنا دیتا ہے۔ یہ پہلا سنجیدہ خیال تھا۔ جو آپ کے دل میں مسیحی مذہب کی خوبیوں کے متعلق پیدا ہُوا۔ چنانچہ آپ نے بائبل شریف کا مطالعہ شروع کیا۔

مسٹر نیوٹن دورے پر تشریف لیجانے سے پہلے آپ کا تعارف مرحوم پادری ڈاکٹر فورمن صاحب سے کرا گئے۔ جن سے ہر روز تھوڑی دیر کچھ عرصے تک آپ کتاب مقدس پڑھتے رہے جس قدر بائبل کو پڑھتے تھے زیادہ لطف آتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ خداوند مسیح کے سوائے گنہگاروں کو کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ سات برس تک آپ کا عقیدہ یہی رہا اور دل میں مذہب عیسوی کے قائل رہے۔ تمام بائبل شریف شروع سے آخر تک سکاٹ صاحب کی تفسیر کے ساتھ پڑھی۔ اس عرصے میں آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی آپ کے خیالات کی تبدیلی کا پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے آپ کو سمجھانے اور ان کے نزدیک اس خطرناک راستے سے باز رکھنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اور گاہے گاہے یہ بھی ہُوا کہ آپ نے عیسائی مذہب کا خیال اپنے سر سے نکال دیا۔ مگر جب جب آپ نے ایسا کیا اور بائبل شریف کے مطالعے اور خلوتی دعا کو چھوڑا آپ بہت رنجیدہ خاطر اور بے چین رہتے۔

مذہب کا چسکہ بھی برا ہوتا ہے۔ عشق اندھا کر دیتا ہے تو مذہب کب چوکتا ہے

غرض اپنے محبوب خداوند مسیح سے ایسی لو لگی کہ ہر چند انہوں نے چھوڑنا چاہا پر دل نہ مانا۔ یہ حالت رہی کہ جہاں کوئی مشنری صاحب نظر آئے اور آپ بلبل کی طرح اس گل سے بیٹھے گھنٹوں مذہبی گفتگو کرتے۔ اس کے سوائے اور کوئی بات ہی خاطر میں نہ آتی۔ غرض کہ مرحوم بشپ فرنچ۔ پادری آر۔ بیٹ مین۔ پادری ڈاکٹر ویری اور پادری ڈاکٹر سی۔ بی نیوٹن سے مل کر آپ نے بہت روحانی فائدہ حاصل کیا۔ آخر عزم بالجزم کیا کہ عیسائی ہو جائیں۔ اور بپتسمہ لے لیں۔ لیکن ذات برادری سے نکال دیئے جانے کے ڈر سے اور ایک شریف ہندو خاندان سے بچھڑ جانے کے خوف سے اس ارادے کو ملتوی رکھا۔

سب سے بڑی سدِراہ یہ تھی کہ آپ کے ہندو بیوی تھی جسے آپ از حد چاہتے تھے۔ آپ کے عیسائی ہو جانے سے اس کی بڑی مشکل میں جان آتی۔ لہذا کبھی خیال کرتے کہ خفیہ بپتسمہ لے لیں۔ درپردہ عیسائی اور ظاہر میں ہندو کے ہندو رہیں۔ مگر اس خیال سے آپ کی کافی اور شافی تسلی نہ ہوئی۔

آپ نے اپنی اہلیہ کو گورمکھی میں کتاب مقدس سکھانی شروع کی۔ لیکن آپ کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ کھلے طور سے انہیں کہہ دیں کہ آپ نے خداوند مسیح کی پیروی کرنے کا دلی ارادہ کر لیا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔

آخر کار جنگِ عظیم کا دن آ گیا۔ مارا یا مرے۔ مسیح یا دنیا۔ خدا یا میمون۔ بہشت یا دوزخ ایک طرف ہو جائیں کہ قصہ پاک ہو۔ ؎

شمشیر بکف آئے ہیں وہ مشقِ جفا کو ؛ اب دیکھنا ہے ہمتِ اربابِ وفا کو

آخر مسیح کی محبت کام کر گئی اور آپ نے ایک جسٹرڈ خط پادری نیوٹن صاحب کو بھیجا جو ان دنوں لاہور میں تھے۔ تا کہ آ کر اپنے دستِ مبارک سے آپ کو دینِ مسیحی پر مشرف کریں۔ بپتسمہ سے دو دن پہلے آپ گھر سے نکل کھڑے ہوئے جس دن گھر سے نکلے آپ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ساری رات درگاہِ ایزدی میں دعا و مناجات کرتے رہے۔ اور صبح گھر سے چل دیئے ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا ؛ سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

جب شہر کے لوگوں کو آپ کے ارادے کا حال معلوم ہوا اور آپ کی والدہ کی

گریہ وزاری سنی تو ہاڑ مچ گیا۔ ایک بڑی بھیڑ آپ کے تعاقب میں نکلی۔ اور مال روڈ یعنی ٹھنڈی سڑک پر جب آپ اپنی گاڑی میں بیٹھے ایک مسیحی دوست اور پادری سی۔ پی نیوٹن صاحب کے ہمراہ پادری صاحب کے ہاں جا رہے تھے۔ آن پکڑا۔ لوگوں نے گھوڑے کی لگام پکڑ کر روک لیا اور چاروں طرف سے گاڑی کو گھیر لیا۔ اور پادری سی۔ پی نیوٹن اور آپ کے مسیحی دوست کو جو آپ کے بپتسمہ کی رسم میں شامل ہونے کو امرتسر سے آئے تھے گاڑی سے گھسیٹ لیا۔ جب وہ مسٹر نیوٹن کو مارنے پیٹنے اور آپ پر حملہ کرنے لگے تو آپ نے کئی پولیس کے سپاہیوں سے مدد مانگی لیکن انہوں نے بالکل توجہ نہ کی۔ بلکہ لوگوں کو ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ آپ کو پکڑ کر لے بھاگیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپ کو لا کر آپ ہی کے مکان میں بند کر دیا اس نظارے کو آپ عمر بھر نہ بھولے۔ آپ کی بیچاری بڑھی ماں نے اپنی چھاتی دو ہتھڑوں سے پیٹ پیٹ کر خونم خون کر لی تھی۔ آپ کے کئی زخم اور چوٹیں آئیں اور ایسے تھکے کہ تھک کر چور ہو گئے۔ چپ چاپ ایک چارپائی پر لیٹ گئے۔ نہایت حیران و پریشان۔ لیکن خداوند نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور اپنے زخمی ہاتھ پاؤں اور خونی سر جن پر کانٹوں کا تاج دھرا گیا تھا۔ دکھا کر آپ کے ایمان کی ڈوبتی ناؤ کو پار لنگھا دیا۔ ؎

ادھر بیچے پڑا انکی ماں ادھر سمجھاتے ہیں بھائی ؛؛؛ خدا کے واسطے مانو نہ ہو ہرگز تم عیسائی
ہزاروں جوتیاں کھائیں ہزاروں گالیاں کھائیں ؛؛؛ مگر وہ باز رہتے کب جنہیں ہونا تھا عیسائی

پولیس اور لوگوں کا ہجوم آپ کے مکان کے چوگرد تھا آپ نے سب سے اوپر کی منزل پر چڑھ کر اُن سے پوچھا کہ کیوں آپ کو آپ کے مکان میں اس طرح سے قید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا چونکہ تم نے شراب پی رکھی ہے آپ نے کہا کہ تین منزلے پر سے اس سفید جھوٹ کا غلط ثابت کرنا گو میرے لئے بہت مشکل بات ہے تاہم میں آپ سب کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میں نے شراب نہیں پی ہے اور نشے کے پاس تک نہیں گیا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیسے۔ آپ نے کہا دیکھئے۔ آپ صاحبان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مجھے کس کس طرح مارا ہے اور مجھ پر زبردستی حملہ کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ مجھ سے کیا گیا مگر میں جن جن

اصحاب نے میرے حال پر یہ مہربانیاں کی ہیں۔ ان کو بخوشی معاف کرتا اور اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی ان کی اس تقصیر سے درگذر فرمائے

اس گفتگو نے ان لوگوں پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اگلے دن صبح کو آپ کا بپتسمہ ہوا۔ گو آپ کا ہاتھ زدوکوب کے باعث رومال سے بندھا تھا غرضیکہ ۴ ارمئی ۱۸۹۸ء کو آپ بڑی دھوم دھام سے مسیحی کلیسیا کی زینت افزا ہوئے۔ پولیس نے آپ سے دریافت کیا کہ کسی قسم کی شکایت آپ کی مفسدوں کے خلاف ہے۔ سبحان اللہ۔ آپ نے کہا نہیں مجھے کوئی شکایت نہیں۔

عیسائی ہونے کے کچھ عرصہ بعد آپ بہت پچھتائے کہ ہائے میں کیوں عیسائی ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کسی ہندوستانی مسیحی کی ایسی بری حرکتیں دیکھیں کہ جن کا بیان کرتے شرم آتی ہے۔ کچھ خداوند تعالے ہی کا فضل ان کے شامل حال تھا جو اس افسوسناک نمونے سے ان کا ڈگمگاتا ہوا ایمان ٹھکانے رہا۔ ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا ⁂ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز ⁂ باشد کہ باز بینم آں یار آشنارا

آپ کو اپنی غریب ہندو بیوی کا بہت خیال آیا۔ جو نہایت نیک پاک اور آپکی سچی دیانتدار اور جانثار تھیں۔ چنانچہ آپ اس کی محبت اور شرافت کی خاطر مذہب عیسوی سے ہاتھ اٹھانے کو آمادہ ہوئے۔ ڈپٹی متیاداس صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات میں میری بھی بڑی غلطی تھی مجھے یہ خیال تھا کہ سب عیسائی بےعیب اور پاک زندگی بسر کرتے ہیں اور بجائے خداوند یسوع مسیح کے نمونے کی پیروی کرنے کے میں نے ہندوستانی مسیحیوں کی پیروی شروع کردی جو مجھ سے پہلے کے عیسائی تھے۔ مجھے مسیح کو دیکھنا چاہئے تھا نہ کہ مسیحیوں کو۔

آہستہ آہستہ نوبت بایں جارسید کہ آپ اپنے ان ہندو رشتہ داراں کے کہنے میں آگئے جو آپ کو ہندو مت میں پھیر لانے کے سخت کوشاں تھے۔ وہ آپ کو ہردوار لے گئے اور ہر طرح کی پرشچت (شدھی) کرائی۔ گنگا اشنان کرایا۔ تیرتھ [illegible] لے۔ مگر آپ کے دل کو تسلی نہ ملی پر نہ ملی۔ برعکس اس کے آپ بہت مغموم اور گرفتہ خاطر رہے۔ نہ آپ [illegible] شریف پڑھ سکتے اور نہ پڑھنے کی جرأت کر

سکتے تھے۔ آپ کے دل میں ایک طرح کا دھڑکا سا رہتا۔ آخر تنگ آ کر ایک دن خودکشی کر بیٹھنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر شکر ہے اس اڑی میں ہمارے خداوند ہی اُن کے آڑے آئے۔ آپ کو اپنی ہندو بیوی سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ وہ آئیں اور ان کے ساتھ رہنے سہنے لگیں مگر اس سے بھی ان کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ اسی اضطراب اور پریشانی کی حالت میں وہ ایک دن گاڑی میں سوار ہو کر جانے کو تھے کہ آپ کے دل پر کوہِ غم سا گرا۔ کلیجہ منہ کو آیا۔ ساتھ ہی ایک نرم آواز آپ کے کانوں میں آئی اور دماغ میں گونجی کہ ,,کل یا کبھی نہیں،، اس کل نے آپ کو ایسا بے کل کیا کہ اسی دم شہر سے باہر نکل گئے۔ اور دور ایک گوشۂ تنہائی میں ایک عمارت تھی آپ اس کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ اور رو رو کر خداوند کریم سے دعا مانگی کہ اے پروردگار اپنے فضل او قوت سے اس بندہ کی دستگیری فرما۔ پھر آپ اٹھے اور گرجے میں آ کر کلیسیا کے سامنے علانیہ اپنی کمزوری ایمان کا اقرار کیا۔

آپ کے سب مشنری اور مسیحی دوست آپ کی طرف سے ہاتھ دھو چکے تھے۔ لیکن پادری آر۔ ہیٹ من صاحب جونکھ بن کر ایسے چمٹے کہ جب تک آپ پھر دین مسیحی میں نہ آ گئے انہوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ جہاں دیکھو ہمزاد کی طرح ساتھ ساتھ۔ اُس بیوہ کی طرح جس نے ناانصاف قاضی کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ آگے پیچھے لگے رہتے۔ آخر کار آپ نے ان سے ملنے کی ہامی بھر دی۔ اگرچہ آپ عہد کر چکے تھے کہ آئندہ کسی مشنری سے سروکار نہ رکھیں گے۔ مسٹر ہیٹ مین لدھیانے سے آدھی دور تو ڈاکٹر ڈیری کی بگھی میں آئے اور باقی آدھی دور جولائی کی چلچلاتی دھوپ میں اونٹنی پر۔ دونوں اپنے مقررہ جگہ اور وقت پر ملے۔ اور جب دونوں اکیلے رہ گئے تو آپس میں گلے مل کر بہت روئے۔ ؎

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھ کر ÷ یاد آیا ہم کو مجنوں بید مجنوں دیکھ کر

پادری صاحب کے چہرے نے پیارے یسوع کی بھی محبت کو دل میں تازہ کیا۔ اور آپ نے ایسا پلٹا کھایا کہ راہ راست پر آ گئے۔ ع۔

÷ این ہم بہ توفیق تو اند بودن ÷ ؎

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد ÷ حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند

آپ نے اپنی ہند و زوجہ کو دین مسیحی میں لانے کی ازحد کوشش کی مگر افسوس وہ روبراہ نہ ہوئیں۔ عدالت نے بھی قانون کے موجب بہت سمجھایا بجھایا۔ آپنے اپنی پگڑی اتار کر ان کے قدموں پر رکھ دی مگر وہ بُت کی پارسا ذرا نہ پسیجی۔ ساتھ رہنے سے بھی انکار کر دیا۔ بلکہ بالکل قطع تعلق کر بیٹھیں۔ آپ کف افسوس ملتے رہ گئے

آپ کے حق میں خداوند مسیح کا وعدہ لفظ بہ لفظ پورا ہُوا۔ کہ جو کوئی اپنے ماں۔ باپ۔ زر۔ زن۔ زمین وغیرہ کو میرے لئے چھوڑیگا وہ سوگُن پائیگا۔ آپ کا خاندان خدا کے فضل سے مسیحیوں میں بڑا ممتاز خاندان ہے۔ بڑا بھاری گھرانہ اور پھر امیری کارخانہ۔ سب کے سب خوشحال۔ فارغ البال۔ دین و ایمان کے شیدائی۔ غرضیکہ خدا نے انہیں ہر طرح نہایت سرسبز اور شاداب کیا۔ خدا کی شان دیکھئے کہ آپ کا بڑا بھاری گھر اور باغ عین شہر کی ٹھنڈی سڑک کے کنارے اُس جگہ واقع ہیں جہاں عیسائی ہونے کے وقت آپ پر لوگوں نے حملہ کیا تھا۔ اور لوگ آپ کی مشکیں باندھ کر کشاں کشاں لئے جاتے تھے۔ اور دو ہتّے کٹے گستا نگر آپ کو ٹکے دکھاتے تھے اور مٹھیں باندھ باندھ اور دانت کچکچا کچکچا کر کہتے تھے ،، جوں کرو دیکھو پھر منہ ناک کدھر جاتے ہیں۔ جس درخت کے نیچے یہ تمام واردات ہوئی اب تک اس بات کی شہادت کے لئے ایک ٹانگ پر کھڑا ہے۔ اور اب بجائے ڈھول دھپّے کی آواز کے مسیحی گیت سنتا ہے۔ جو ڈپٹی صاحب کے بیٹے بیٹیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں میٹھے میٹھے سروں میں باجوں پر بجا بجا کر گاتے ہیں۔ اور دعائیں پڑھتے ہیں +

تعلیم اور سرکاری ملازمت

مڈل تک تعلیم پا کر آپ مہاراجہ بکرم سنگھ والئے ریاست فریدکوٹ کے استاد مقرر ہوئے۔ بعد میں عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر میں ایک معمولی عہدے پر تعینات ہوئے اور حسن خدمات کے باعث تحصیلداری کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ پہلے مکتسر پھر لاہور میں تحصیلداری کی [illegible]ء میں ای۔ اے سی ہوکر فیروزپور میں

آئے اور کرنل ایچ۔ جی گرے صاحب بہادر کے ساتھ گرے صاحب کی نہر کے کھدوانے کا کام بڑی خوبی سے سرانجام دیا۔ کرنل گرے عجیب تماشے کے آدمی تھے۔ ایسے ہردلعزیز تھے کہ انہوں نے زمینداروں کو مجبور کر کے۔ زمینوں کی کاشتکاری سے ہٹا کر بلا اجرت نہریں کھودنے کے کام کی بیگار پر لگایا۔ زمینداروں نے خوشی خوشی اپنے نیک دل کرنیل کے آگے سر تسلیم جھکایا۔ نہریں سرآنکھوں سے کھودیں اور پھر کھیتوں کو وہ پانی دیا کہ ہزاروں کی جگہ لاکھوں کمائے۔ کرنیل گرے جیسے مدبر اور ہمدرد نیک نیت اور خیر خواہ انگریز آج کل بہت کم ملتے ہیں۔ ان نہروں پر سرکار کی دمڑی خرچ نہ ہوئی ہینگ لگی نہ پھٹکری مفت میں تخمیناً ایک لاکھ روپیہ سالانہ بطور آبیانہ گورنمنٹ کو آنا شروع ہو گیا۔

سنہ ۱۸۸۵ء کے قریب آپ گرے صاحب کی نہروں کے مہتمم بنے اور علاوہ ازیں ریاست ممدوٹ کے منیجر مقرر ہوئے۔ آپ کے زیر انتظام ان نہروں میں بڑی لہر بہر رہی۔ اور جس طرح موجیں ان دنوں میں گورنمنٹ اور زمینداران ہر دو نے ماریں پھر کبھی وہ رونق نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ جو انتظام کا سلیقہ ڈپٹی صاحب کو تھا۔ اور جو رسوخ آپ کا تھا وہ کسی کو آج تک حاصل نہ ہوا۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں جب پنشن نے کر ریٹائر ہوئے تو دو لاکھ کا سرمایہ اس مد میں جمع تھا۔ جس وقت ریاست ممدوٹ کی کارپردازی سنبھالی۔ ریاست مذکور پانچ لاکھ سفید ریوڑیوں کے پھیر میں آئی ہوئی تھی۔ سنہ ۱۹۰۰ء تک نہ صرف سارے قرض کا چکوتہ کر دیا۔ بلکہ دس لاکھ کی جائداد ریاست کے لئے حاصل کی۔ اور آمدنی میں ۳۳ فیصدی کا اضافہ کر دکھایا+

اوصاف رائے بہادر بڑے چست و چالاک تھے اور زین سواری کے نہایت دلدادہ تھے۔ رحم دل ایسے تھے کہ ضلع فیروزپور کے افسران اور عوام۔ فقرا و رؤسا۔ ہندو مسلمان۔ غرض ایک جہان اور جس نے انہیں ایک دفعہ دیکھا سو جان سے فدا ہوا۔ اور اب تک لوگ بڑے ادب و عزت اور محبت سے اُن کا نام سرماتھے چڑھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جنہیں ڈپٹی صاحب نے اپنے فرائض منصبی کے دیانتداری سے ادا کرنے میں سزائیں دیں

بخوشی اقبال کرتے ہیں کہ واقعی ہم نے اپنی خرابیوں کے باعث ان کا بڑا ناک میں دم کیا۔ مگر اتنا کوئی صبر و تحمل نہ کرسکتا تھا۔ جو انہوں نے ہمارے ساتھ دکھایا۔ ہم نے بہت کیا اور تھوڑا پایا ؎

گرچہ ماجرم بے عدو داریم ٭ یار ما لطف بے کراں دارد

شادی ۱۸۸۳ء میں آپ کی شادی لاہور کے مشہور و معروف بزرگ لالہ چندولعل صاحب کی دختر نیک اختر مس موہنی چندولال سے ہوئی۔ اور ان کے انتقال پر ملال کے بعد مس آتھم سے بیاہ کیا۔ ہر دو خاندان آفتاب اور ماہتاب کی طرح مسیحیوں میں چمکتے ہیں۔ اور جہاں دیکھو اُن کے شرکا بڑی آب و تاب سے آفتاب صداقت کے لئے جابجا دکھتے ہیں۔

اعزاز پہلے رائے صاحب پھر رائے بہادر کا خطاب اپنی حُسن خدمات کے صلے میں گورنمنٹ عالیہ سے پایا +

کلیسیائی خدمت رائے بہادر ڈپٹی میا داس فیروزپور کی کلیسیا کے ایلڈر تھے۔ آپ کو امریکہ کی پارلیمنٹ آف ریلیجن میں مدعو کیا تھا۔ لیکن بوجہ ضعیفی و سن رسیدگی اور خطرات سفر بحری ان کو امریکہ جانے کا ارادہ فسق کرنا پڑا۔

ہمیشہ رہے نام اللہ کا ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ اور بہشت کی نہروں پر انتظام جا جمایا۔

ایڈیٹر اس دم خم کے مسیحی اب کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اچھی ذات کے ہندو مسلمانوں کی طرف مشنری صاحبان کی توجہ آجکل بہت شاذ و نادر ہے۔ ہماری تمام تبلیغی کوشش گاؤں اور ادنےٰ ذاتوں کی طرف ہے اسی باعث سے اعلےٰ خاندان کے لوگ بادشاہت کے باہر رہ گئے ہیں۔ بہادر مسیحی تقریباً سب اپنے خداوند کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں۔

ہمارے ڈپٹی صاحب پر شروع سے آخر تک خداوند مسیح کا سایہ رہا۔ جہاں

اس کے مبارک نام پر ذلت اٹھائی تھی آپ نے وہیں حکومت کی اور وہیں نمایاں
ہوئے اور وہ عزت پائی کہ لوگ ابتک نیکی سے یاد کرتے ہیں۔

اچھا درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے الحمد للہ کہ آپ کی اولاد شرافت
و لیاقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مسٹر ارنسٹ میاداس آجکل لاٹ صاحب کی
کونسل میں مسیحی قوم کے برگزیدہ نمایندے ہیں۔سادہ مزاجی۔حلم۔نیک باطنی میں
اپنے والد بزرگوار کی تصویر ہیں۔امید ہے کہ آپ کی ذات سے مسیحیوں کو بہت
فائدے پہنچیں گے۔ دوسرے فرزند آپ کے ڈاکٹر ہیں آپ کا نام فرینک میاداس
ہواللہ اسمہ بامسمے ہیں۔ اپنے والد کی طرح صاف دل اور نیک طینت ہیں۔
ہندوستان کی بیماری کا علاج کرتے ہیں۔بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں
سبحان اللہ۔سیڈرک میاداس انگلستان سے انجنیری پاس کرکے آئے ہیں۔
اس پر طرہ یہ کہ ڈپٹی صاحب کی پانچ صاحبزادیاں ولایت ہو آئی ہیں۔اتنی برکت
سب کسی کو نصیب ہوئی ہے۔کہ چھ میں سے پانچ لڑکیاں ولایت ہو آئیں۔آپ
کی بڑی لڑکی مسس پیارے چند و لال ہیں۔آجکل ان کے خاوند خدا رکھے ڈپٹی
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ ہیں۔مس ایتھل میاداس ڈاکٹر ہیں۔اور سب کو
اپنا احسانمند بنا رہی ہیں۔مس ہیلین میاداس صاحبہ بڑی نیک ہیں۔ٹیمپرنس کے
کام سے قوم اور ملک کی وہ خدمت کر رہی ہیں کہ ایک زمانہ قائل ہو گیا ہے۔
مس ڈورا میاداس صاحبہ کو پنجاب میں کون نہیں جانتا۔آپ کنیرڈ سکول کی پرنسپل
رہ چکی ہیں۔آپ کی شادی مسٹر داس بیرسٹر ایٹ لا سے ہوئی ہے۔
رہیں مس کانسٹنس میاداس۔آپ الہ آباد یونیورسٹی میں ایم۔اے کے امتحان میں
فسٹ نکلی ہیں۔امریکہ ہو آئی ہیں اور اب مسز بی۔ایم داس ہیں۔گرٹروڈ میاداس
صاحبہ بی۔اے کنور رانی مہاراج سنگھ ہیں۔جو یو۔پی میں ڈپٹی کمشنری پر ممتاز ہیں۔
اور گورنمنٹ سے سی۔ای۔ کا خطاب حاصل کر چکے ہیں۔

رائے صاحب کی اولاد حضرت نوح کی اولاد سے کم نہیں۔اور مزہ یہ کہ
سب ۔ نور علیٰ نور ہیں۔قوم کو ان سب کی ذات بابرکات سے بڑا فخر حاصل ہے

خدا سب کو سلامت رکھے۔ ؎
ایک کو ایک پہ تزئین ہے دمِ آرائش ؛؛ سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا

نسخہ آم کی چٹنی

ہمیں ایک خاص محترم بی بی قدردان اخبار مسیحی نے عام مسیحی بہنوں کی آگاہی کے لئے جو آم کی مزیدار چٹنی نہ بنا سکنے کے غم میں مجبور بنی بیٹھی ہیں یہ نسخہ عنایت کیا ہے جو بصد شکریہ اخبار مسیحی میں درج کیا جاتا ہے۔ آم کا موسم ہے۔ چٹنی بنانے کھانے کو پرتکلف کرنے کا یہی موقع ہے۔ یہ چٹنی نہیں۔ دوائی کی دو مٹھائی کی مٹھائی ہے۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ لدھیانے کے سول سرجن ... کے ڈاکٹر امراؤ راجہ لعل صاحب نے اس چٹنی کے متعلق فرمایا ہے کہ بدہضمی ... ہیضے کے دنوں کے لئے یہ اکسیر اعظم ہے۔

نسخہ

آم ۵ سیر۔ پاؤ نمک۔ پاؤ مرچ لال۔ آدھ پاؤ کالی مرچ۔ تین پاؤ چینی آدھ سیر کشمش۔ پاؤ چھلا ہوا لہسن۔ پاؤ چھوارے۔ پاؤ بھر ادرک لیں + آم کو چھیل کر اور باریک قتلے کاٹ کر تین بوتل عمدہ سرکے میں سب چیزیں اکٹھی ڈال کر پکائیں اور اپنی پسند کے موافق یہ اجزا کم و بیش کریں۔ پھر بگھار ...

مسیحیوں کا غیر مسیحیوں کی ملازمت اختیار کرنا

ہم نے ایک مسیحی اخبار کے ضرورت کے کالم میں پڑھا ہے کہ کسی غیر مسیحی کو عیسائی مردوں اور مسیحی عورتوں کی ضرورت ہے جو اس کی نج کی ملازمت اختیار کریں۔ اس کو پڑھ کر رنج زیادہ اور خوشی کم ہوئی۔ ہم تو اپنے مسیحی میں ایسے مضر تمدن اشتہار ہرگز دینے کو تیار نہیں۔ ناظرین غور فرمائیں تو اُن کو سوائے اس کے

کہ شاید ہمارے غیر مسیحی مشفق نے عیسائی مرد اور عورتوں کو اس غرض سے ملازم رکھنا چاہا ہو کہ وہ غیر مسیحیوں سے زیادہ نمک حلال دیانتدار، اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اور کوئی پہلو صلاحیت کا نظر نہ آئیگا۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو بڑی خوشی کا مقام ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے خیال میں مسیحی کا غیر مسیحی کے نیچے ملازمت اور خصوصاً گنج کی ملازمت کرنا سخت زبون اور نتائج قبیحہ کا باعث ہے۔ مسیح کے آزاد کردہ اور غیر مسیحی کی ملازمت چہ معنی دارد۔ خیر اگر مسیحی نوجوان مجبوراً اس قسم کا کام کرلیں تو چنداں ہرج نہیں۔ مگر مسیحی عورتوں کا ایسا کرنا سخت نادانی اور ذلیل ہے۔ مسیحی عورتوں کو زنانہ مشن سکولوں وغیرہ کی ملازمت بروقت مل سکتی ہے یا گھر میں بیٹھ کر عزت اور آبرو سے کام دھندا کرکے اپنا پیٹ پال سکتی ہیں۔ ہندوست جب کبھی مسیحی عورتوں نے غیر مسیحیوں کی ملازمت یا ماتحتی کی ہے کھائی اور بڑی بدنامی اٹھائی ہے۔ جو بیان کی محتاج نہیں۔ مسیحی ناظرین ایڈیٹرزنداہت سے بخوبی واقف ہیں اسلئے اُمید ہے کہ تھوڑا لکھا بہت سمجھیں گے۔

[illegible] (۲) مرسلہ

گلشن بائبل

مترشح قلم جناب ڈاکٹر ناصر صاحب ایڈیٹر سابق رسالہ مسیحی بصد شکریہ ناظرین کے افادہ کیلئے درج کیا جاتا ہے

ایوب کی کتاب

عہد عتیق کے منظوم حصے کی یہ اوّل کتاب ہے۔ اس کے مصنف اور زمانہ تصنیف کی نسبت ایک فیصلہ نہیں ہوا مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایوب قدیم زمانہ کا ایک حقیقی آدمی تھا جس کا نام حزقیل ۱۴/۱۴ میں نوح اور دانیل کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مدعا یہ ہے کہ زمین پر خدا کی اخلاقی حکومت کو ثابت کرے۔ ایوب کے حالات کے پس پردہ خدا کی پروردگاری اور دنیا کے معاملات میں اُس کا ہاتھ دکھایا گیا ہے۔ ابتدائے عالم سے یہ ایک سربستہ راز رہا ہے کہ راستبازوں کو دکھ تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ اور اس میں

خدا کا انصاف کیونکر قایم رہ سکتا ہے۔ ایوب کی کتاب میں اس [illegible] کو حل
کرنے کی کوشش کیگئی ہے کتاب کے پانچ حصے ہیں۔ حصہ اوّل بطور تمہید
کے ہے جس میں قدیم زمانے کے ایک مالدار زمیندار ایوب کا حال نثر میں مندرج
ہے۔ یہ آدمی کامل اور صادق تھا۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔
وہ عوض کا باشندہ تھا۔ جو بیابانِ عرب کا ایک علاقہ اور ادوم کے مشرقی
حصے کے متصل تھا۔ کتاب کے اس حصے میں قادرِ مطلق خدا ایوب کی راستبازی
پر گویا مہر کر دیتا ہے مگر شیطان اس پر شبہ ظاہر کرتا ہے۔ خدا اس کو اجازت
دیتا ہے کہ ایوب کا امتحان کرکے دیکھ لے۔ فقط اُس کی جان پر ہاتھ نہ ڈالے
چنانچہ ایوب پر ہر طرح کی اذیتیں اور مصیبتیں آتی ہیں اور آخرکار ا[illegible]
[illegible] کے اسے کہتی ہے کہ "خدا کو ملامت کر اور مرجا"۔ دوسرے حصے میں
تین دوست اُس کی مصیبت میں اُسے تسلی دینے آتے ہیں۔ کتاب [illegible]
ہے۔ اور تیسرے باب سے اکتیسویں باب تک چلا گیا ہے اول ایوب [illegible]
اور فریاد سے بعد ازاں اس کے تینوں دوست یکے بعد دیگرے بیان [illegible]
کہ یہ سب تکلیفیں گناہ کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے وہ ایوب کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے
گناہ سے توبہ کرے۔ ایوب نہیں مانتا اور اُن دوستوں کی سرد مہری کی شکایت
کرتا ہے۔ مکالمات کے اس سلسلے میں اوّل تینوں دوست تین تقریریں کرتے
اور ایوب ان کا جواب ہر ایک تقریر کے بعد دیتا ہے۔ پھر وہ دوسری بار
تقریریں کرتے اور ایوب پھر انہیں جواب دیتا ہے۔ آخر ان میں سے دو آخری
تقریریں کرتے اور تیسرے کو بولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ غرض اس حصے میں
ایوب نو تقریریں کرتا۔ یعنی ایک ابتدائی اور آٹھ ان آدمیوں کی تقریروں کے
جواب میں۔ تیسرے حصے میں ایک جوان آدمی الیہو نامی جو اس گفتگو کے سلسلے
کو سنتا رہا ہے یہ دیکھکر کہ ایوب نے ان تینوں دوستوں کا منہ بند کر دیا۔ ایک تقریر
کرتا ہے (باب ۳۲ - ۳۷) جس میں وہ ایوب کو خود اپنی راستبازی پر فخر کرنے
کے سبب ملامت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا خوابوں اور بیماری اور فرشتوں
کے ذریعے انسان کی مدد کرتا ہے۔ اور پھر خدا کے انصاف کو برحق قرار دیتا ہے۔ بعد

ازاں کتاب کے چوتھے حصے میں (باب ۳۸ - ۴۲ : ۶) خدا بگولے میں سے ایوب کے ساتھ ہم کلام ہو کر خود اُس کے منہ سے اقبال کرواتا ہے کہ "دیکھ میں ناچیز ہوں۔ میں تجھے کیا جواب دوں۔ میں اپنا ہاتھ اپنے منہ پر دھرتا ہوں" اور پھر فطرت میں اپنی طاقت کا بیان کر کے ایوب کی بیگناہی کے دعوے اور فخر کو توڑ کر چکنا چور کر دیتا ہے۔ اور ایوب کو کہنا پڑتا ہے کہ میں اپنے ہی سے بیزار ہوں۔ اور خاک اور راکھ پر بیٹھا توبہ کرتا ہوں" کتاب کا آخری حصہ نثر ہے اور بطور تتمہ کے ۴۲ باب سے آخری آیت تک مندرج ہے۔ اس میں یہوواہ کا غصہ تینوں [illegible] پر بھڑکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے حق باتیں نہ کہیں۔ اور پھر وہ ایوب کو [illegible]رکت دیتا ہے +

ہندوستانی صنعت و حرفت

ایڈیٹر زادہ [illegible]

(۲) مسٹ[illegible] مضمون مسیحی کے کرم فرما جناب مسٹر جلال الدین صاحب عنبر تحصیلدار کا بغرض بہبودی قوم زینت افزائے رسالہ کیا جاتا ہے۔ تحصیلدار صاحب کی بیدار مغزی کا لفظ لفظ شاہد ہے۔

خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ⁂ نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

مسیحی کی قیامت کے تواتر کو کس بات کی دلیل قرار دیا جائے۔ اس کے بار بار مرنے اور بار بار جی اٹھنے سے کیا استدلال کیا جائے اس کی ہستی کے اس نشیب و فراز کو کس کی مثال سمجھا جاوے۔ یہ سب خیال قدرتی طور پر بادلوں کے ہجوم کی طرح اُمڈتے ہوئے میدان خیال میں آتے ہیں۔ یہ سارے واقعات اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ قوموں کی اخلاقی اور روحانی ارتقاء کی راہ میں کسقدر گرنے اور پڑنے شکست اور فتح کے موقعہ اور محل ہوتے ہیں۔ کوئی قوم ایک دن میں نہ بنی۔ ہماری راہ بھی ایسی ہی کٹھن اور منزل دشوار گذار ہے۔ مسیحی کے دوبارہ جی اٹھنے اور تروتازہ ہونے سے ہمیں جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور ہمیں اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے یہی سبق لازم ہے +

مصرعہ: کہ ہاں ہاں بڑھے چلو۔ (ج - د - ع)

(۱) ہندوستانی علمی دنیا میں یہ امر سب سے زیادہ نقص آمیز سمجھا گیا ہے۔ کہ
کئی ایک وجوہات کے باعث خواہ آب و ہوائی یا دیگر۔ تعلیم یافتہ اشخاص کو صنعتی
اور حرفتی اکتسابات سے نقیض رہا ہے۔ عام طور پر یہ قاعدہ رہا ہے کہ جو شخص
پڑھنا لکھنا سیکھ گیا۔ دستکاری سے ہاتھ کی محنت سے گیا گذرا۔ چنانچہ اس ملک
میں عام طور پر پڑھے لکھے تعلیم یافتہ آدمی کوئی دستی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ یہاں
تک کہ اُن کے پاؤں اس قسم کے کاموں کے لئے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ادھر تعلیم
کی یہ حالت ہے کہ انٹرنس پاس یافتہ اور گریجویٹ روز مرہ بڑھ رہے ہیں۔ [illegible]
بجائے اس کے کہ وہ قوم کی فارغ الحالی میں امداد کا باعث ہوں۔ [illegible]
کے بوجھ کا باعث ہوتے ہیں۔ آبادی روزمرہ بڑھ رہی ہے۔ ہر مرد [illegible]
مردماں بمقابلہ سابق ڈیڑھ گنی دو گنی تک پہنچا دیتی ہے۔ اس [illegible]
خوراک اور پوشش کے سامان میں بھی جہاں اسی تناسب سے ترقی [illegible]
وہاں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ بلکہ ہمارے ملک میں تو یہ تناسب کہیں
چاہئے۔ کیونکہ یہاں ہم نے صرف اپنے ہی ملک کے باشندگان کے سامان
و پوشش کا انتظام نہیں کرنا ہے۔ بلکہ غیر ممالک کے تجار حصہ داران کا بھی لحاظ
رکھنا ہے۔ چہ جائیکہ کثیر اخراجات حکومت غیر ملکی کے مہیا کرنے کا انتظام ہو۔
محض خورش اور پوشش کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ قوم میں مالی حالت
کے بڑھانیوالے افراد کی تعداد میں خاطر خواہ ترقی ہوتی رہے۔ موجودہ تعلیم کا
سلسلہ اس اصول کے خلاف ہے ایک بی۔ اے یا ایم۔ اے جب تک کہ وہ قوم
کی مالی حالت کو بڑھانے میں حصہ نہ لیوے۔ تب تک وہ قوم پر ایک بار سنگین
ہے۔ قوم کے سرمایہ کو عرصہ دراز تک بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ بننے میں اس نے صرف
کیا۔ اور بعد صرف کثیر کے بھی وہ قوم پر ایک بوجھ رہا۔

مصرع۔ ایم۔ اے بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

(۲)۔ اس قسم کے تعلیم یافتہ اشخاص کے لئے سوائے ملازمت کے اور کوئی صیغہ
نہیں۔ اس قسم کی ملازمت کی آسامی ہائے کی تعداد قدرتی طور پر محدود ہوتی ہے
جہاں ہر سال ہزاروں گریجویٹ اور ہزاروں انٹرنس پاس نکلتے جاویں۔ وہاں [illegible]

TheMasihiLahoreJuly1924

ایک سرکاری یا دیگر آسانی ہاتھ کا غلو کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اسی لئے ہر طرف نوکریوں کی مانگ ہو رہی ہے۔ ہمارے بی۔ اے۔ ایم۔ اے چاروں طرف دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ جانتے نہیں کہ کیا کریں۔ مصرف بیٹے کی مثال اُن پر صادق آتی ہے۔ جس نے پکار کر یہ کہا کہ محنت سے مَیں عاری ہوں۔ بھیک مجھے کوئی کھانے کو دیتا نہیں۔ پس مَیں کیا کروں؟ مَیں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤنگا اور اسے کہونگا کہ اے باپ مَیں نے آسمان کا اور تیرا گناہ کیا ہے۔ اور اب اس لائق نہیں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے اپنے ادنےٰ مزدوروں میں شامل کر۔

[illegible] کا وقت ہے کہ ہم اپنے سلسلہ تعلیم کو بدلیں۔ اُس میں اس قسم کی ترمیمات [illegible] عمل میں لادیں۔ جس سے قوم کی فلاح اور مالی ترقی ہو +

ہندوستانی ایڈیٹرز [illegible] (۳)

[illegible]۔ ہمارے زیر بحث عام مضمون تعلیم رہا ہے۔ ہمارے ملک کی سب [illegible] ضروریات ہماری ضروریات ہیں۔ لیکن عمومیت سے خصوصیت [illegible] عمل پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ ہماری مسیحی قوم پہلے ہی سے دیگر اقوام [illegible] مقابلہ میں لگا نہیں کھاتی ہے۔ ہم تعداد میں کم۔ ذہنی اور عقلی پایہ میں ادنیٰ کم۔ قومی درجہ میں بحیثیت مجموعی ادنےٰ۔ دیگر وسائل مالی اور معاشرتی میں بہت کمزور۔ تجارت میں ندارد۔ صنعت و حرفت میں طفل مکتب۔ ہماری توجہ اس حالت زار کو بہتر بنانے کے لئے دوسروں کی نسبت کہیں زیادہ ہونی چاہئے۔ ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو سرکاری ملازمتیں اپنے پورے تناسب سے بھی نہیں مل سکتیں۔ سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لئے سفارش چاہئے۔ وسائل چاہئیں۔ خوش آمد چاہئے۔ محنت اور مقابلہ چاہئے۔ ان سب باتوں میں ہمارے لئے پورا اترنا تو درکنار۔ کسی درجہ تک قدم مارنا بھی نہایت مشکل ہے۔ امر فی الواقع یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے لئے اس قسم کے تعلیمی اور ملازمتی مشاغل کے لئے بہت کم میدان ہے۔ اور قوم کی موجودہ اشد ضرورت یہ ہے۔ کہ کافی حصہ نوجوانوں کا اپنے آپ کو صنعت اور حرفت کے کاموں میں مشغول کرے۔

(۴) خوشی کی بات ہے کہ مشنری صاحبان نے جو آجتک ہمارے ماویٰ و ملجا ہے

سے ہیں۔ اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ مشنری صاحبان نے شروع ہی سے اس امر کو محسوس کیا کہ مشنری کام نہ صرف لوگوں کو محض زبانی طور پر انجیل سکھانا ہے۔ اور بس۔ بلکہ جا بجا انہوں نے انڈسٹریل سکول قائم کر کے یہ ثبوت دیا۔ کہ کلیساؤں کی مضبوطی انکی روحانی تعلیم اور مالی طور پر فارغ البالی پر موقوف ہے۔ گو آجکل عام طور پر ظاہرا مشنری صاحبان اس اصول کا اقرار نہیں کرتے لیکن عملی طور پر اس سے پیشتر وہ اس امر کا اقرار دے چکے ہیں۔ کہ کلیساؤں کا قائم کرنا بجز روحانی اور سوشل اور معاشرتی اور مالی بہتری کے بغیر ہو نہیں سکتا ہے۔ ہم بار بار اس امر کی تاکید کر چکے ہیں اور مکرر یہی عرض پرداز ہیں۔ کہ [illegible] تعداد [illegible] مسیحی کلیساؤں کی کافی ترقی ہو چکی ہے۔ موجودہ ضرورت [illegible] ان کی روحانی اور مالی بہتری کا فکر کیا جاوے۔ پس ضرورت [illegible] اور اس کے بہی خواہاں مشنری صاحبان یک جہتی سے اس امر [illegible] کہ اس مسیحی قوم کی مضبوطی کے لئے ان کی روحانی اور دنیاوی تعلیم [illegible] کیا جاوے۔ ایک طرح سے مشنری صاحبان کی اخلاقی ذمہ داری [illegible] میں زیادہ ہے۔ کیونکہ در اصل مشنری صاحبان موجودہ مسیحی قوم کے وجود اور ہستی کے ذمہ وار ہیں۔ اُن کے کام کا نتیجہ ہے کہ مسیحی قوم اس ملک میں پیدا ہوئی۔ اب مسیح کے نام اور پیغام کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے اور اس کو موجب استہزاء نہ ہونے دینے کے لئے ان کا فرض ہے کہ وہ اس قوم کے روحانی درجہ کو سب سے اعلےٰ اور ان کے علمی اور مالی درجہ کو مقابلۃً قابل فخر برقرار رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ دیانت داری کی بات تو یہ ہے کہ کل مشنری سرمایہ مسیحیوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم اور سوشل و مالی حالت کو بڑھانے میں صرف ہونا چاہئے۔ اور مسیحی قوم کے افراد کو یہ چاہئے۔ کہ وہ ہمہ تن مشنری صاحبان کے ساتھ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے شامل ہوں۔

موجودہ صنعتی ۔حرفتی سکول علاوہ ناکافی ہونے کے درست طور پر چلائے نہیں جاتے۔ چنانچہ آج تک یہ ہمیشہ شکایت رہی ہے کہ بہت سے انڈسٹریل سکولوں کے سیکھے ہوئے لڑکے مشن کے کولہو کے بیل ہی رہتے ہیں۔ مشن

کی کوٹھیوں میں دس بیس روپیہ مہینہ لے کر کام کرتے رہے۔ تو بیٹھے رہے۔ بازار میں جاکر اپنی روٹی کما کر کھانے کی کسی میں کبھی ہمت پیدا نہیں ہوئی۔ یہ ایک خاص نقص ہے۔ جو کہ موجودہ انڈسٹریل سکولوں میں سے رفع ہونا چاہئے ہماری رائے میں وجہ اس کی یہ ہے موجودہ سکولوں کے انتظام کے مطابق لڑکوں میں آزادگی اور خودمختاری کی روح پیدا نہیں کیجاتی۔ مشنری صاحب کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک چھوٹی بات میں طالبعلموں کا انحصار منتظم پر ہی ہے۔ اس کے علاوہ بوقت ڈسچارج کوئی انتظام کسی کمیٹی یا سوسائٹی کی طرف سے کسی کا بطور پیشگی دینے یا دوکان کے کرایہ پر لینے یا ہتھیاروں کے خریدنے میں ہے۔ یہ زیادہ تفصیلات کی باتیں ہیں۔ بہرحال ضرورت اس امر مشنری انڈسٹرل سکول یا دیگر گورنمنٹ یا پرائیویٹ انڈسٹریل سکول بڑھائے کے انتظام کا پایہ اعلےٰ کیا جاوے۔ لڑکوں کے لئے وظائف کا جاوے۔ اور پھر ایک سوسائٹی قائم کی جاوے۔ جو کہ ان نوآموز حفاظت اور برسرروزگار ہونے کے وسائل مہیا کرنے میں کوشش کرے

عنبر۔ از شکرگڑھ۔ ضلع گورداسپور۔

---

(۱) دودھ اور نمک کا گرانا کیوں بُرا شگون سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے ہندوستان میں نمک اور دودھ کا گرانا یا گرنا بہت منحوس خیال کیا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر دودھ کی دیگچی الٹ جائے تو کوئی مال کا نقصان یا کسی عزیز کی جان کا زیان ہوتا ہے یا کوئی افسوسناک خبر آتی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے لئے دودھ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور اس کا ضائع ہونا مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ جب ہمارے ہاں کسی کو دعا دیتے ہیں تو کہتے ہیں پوتوں پھلو دودھوں نہاؤ۔ یعنی تمہاری خوش نصیبی کی کوئی حد نہ رہے۔ جب وہ چیز جس کے موجود ہونے سے انسان کے بھاگ کھل جاتے ہیں گر گرا کر خاک میں مل جائے تو اینٹ کا گھر مٹی تو آپ سے آپ ہونا ہوا۔ دودھ کی طرح نمک کی بھی بڑی قدر ہمارے ملک میں کی جاتی ہے۔ کسی کا نمک

کھا کر اپنے مقدور بھر تو کمینے سے کمینہ شریر سے شریر بھی نمک حرامی نہیں کرتا۔ نمک کی یہاں تک عزت ہے۔ کہ اگر دشمن بھولے سے کسی کا نمک کھائے تو اُسے اپنے جانی دشمن پر ہاتھ اُٹھانا یا کسی طرح اس کی مخالفت کرنا قسم ہو جاتا ہے۔ قاتل یا چوریا ڈاکو تک نمک کھا کر اپنے کو ایسا نمکخوار سمجھتے کہ نمک حلال کرنا اپنا دھرم اپنا ایمان و دین تصور کرتے تھے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ نمک خوراکِ انسانی کے لوازمات میں سے سمجھا جاتا تھا۔ بے نمک کھانے میں خاک مزہ رہ جاتا ہے۔ اور مزہ تو رہا درکنار غذا ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب تو سینکڑوں قسم کے چورن اور ہاضمے کی دوائیاں نکل آئی ہیں مگر پرانے زمانے میں نمک ہی صحت کا [illegible] تھا۔ آجکل تو سائنس اور صنعتوں کا تجربہ ذرا سی دیر میں ہزاروں لاکھوں [illegible] ڈھیر کر دیتا ہے۔ خود بنا لیتا ہے یا ذرا سی دیر میں ڈھونڈ کر نکال [illegible] ت کے زمانہ سلف میں ہمارے بزرگ بچارے مصیبت کے مارے نہ تو [illegible] سے واقف تھے کہ نمک کی کان پہاڑوں کے دلوں میں کھود لیتے۔ نہ [illegible] تھے کہ چند ادویات ملاتے اور بات کی بات میں نمک بنا تے نہ اتنا تجربہ [illegible] چلو اور نہیں تو سمندر اور کھاری جھیلوں کے پانی سے ہی نمک نکال لیں۔

اس تمام ناتجربہ کاری اور بیعلمی کا نتیجہ تھا کہ نمک کم یاب تھا۔ خاص خاص مقامات اور خاص خاص وقت ہی پر ملتا تھا۔ اور وہ بھی بصد مشکل اور بہت مہنگے مول۔ اس لئے مزدوری پیشہ لوگ بخوشی روپے کی بجائے نمک مزدوری کے طور پر لیتے اور شکر کرتے تھے۔

قدیم مذاہب میں نمک کی بڑی تعظیم و تعریف کی گئی ہے۔ نمک غذا کو دیر تک تازہ کی تازہ رکھ سکتا جیسے کل ہی بنی ہو۔ حتےٰ کہ مصری تو اپنے مردے نمک ہی میں لپیٹ کر سڑنے گلنے سے محفوظ رکھتے تھے۔ بنا بریں نمک مذہب کی نگاہ میں غیر فانیت کا نشان تھا۔ اس لئے عوام الناس نمک کو دیوتاؤں کی شان کے لائق قربانی سمجھ کر اپنے دیوی دیوتاؤں کو چڑھانے اور نمک کا گرانا ان کے عذاب کو اپنے سر پر لانا تصور کرنے لگے۔ ذوق نے بھی اسی خیال کو بڑی خوبی سے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔ ؎

جتنا ہے نمک تم میرے زخموں نہیں کھاؤ ؂ پلکوں سے اُٹھاؤ گے ہاتھوں سے گراؤ

مسلمانوں کے خیال میں جو نمک گرائیگا اسے قیامت کے دن اپنی پلکوں سے اٹھانا پڑیگا۔ یعنی بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نمک کا پلکوں سے اٹھانا۔ بہت دیدہ ریزی اور مشکل کا کام ہے۔

سبحان اللہ ہمارے خداوند کی تعلیم نمک کے بارے میں سونے پر سہاگا ہے فرماتے ہیں تم زمین کا نمک ہو۔ دیکھو ایوب ۶:۶۔ احبار ۲:۱۳۔ گنتی ۱۸:۱۹۔ ۲۔ تواریخ ۱۳:۵۔ عزرا ۴:۱۴ (حاشیہ)۔ ۲۔ سلاطین ۲:۲۰۔۲۱ کلیسیا۔ قس ۹:۴۹ و ۵۰۔

ہندوستانی

ترجمہ چٹھی

ایڈیٹر زد الہی ملک کے۔ ایل۔ پیارا رام صاحب۔ پریزیڈنٹ پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس لاہور (۴) بمدٹ اہتمام۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر منٹگمری مؤرخہ لاہور ۶ جون ۱۹۲۴ء

جناب عالی۔ بحوالہ آں نیاز جو جناب کی مہربانی سے ہندوستانی مسیحیوں کے چند شرکا نے بہ حیثیت وفد بمقام منٹگمری مؤرخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۴ء کو جناب سے حاصل کیا تھا جن کے ہمراہ سی۔ ایم۔ ایس۔ کے پادری جناب کینن فورس جونز صاحب بھی تھے میں دست بستہ و باضابطہ حضور سے التماس کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی جسقدر مربعے آپ بآسانی دے سکتے ہیں پنجاب انڈین کرسچن کے ہاتھ فروخت فرما دیں۔ یہ تمام مربع اگر ممکن ہوسکے تو ایک ہی جگہ ہوں یا جتنے ایک دوسرے سے ملے ہوئے یکجا مل سکتے ہوں اُس قیمت پر جو تخمیناً آپ کو عام نیلام میں مل سکتی ہے یا جیسا آپ مناسب خیال فرما دیں ان شرائط کے بموجب جن پر گورنمنٹ عالیہ اوروں کو زمین دینے پر تیار ہوسکتی ہے۔

نقل روداد سے۔ جو شامل مراسلہ ہذا ہے۔ جناب کے ضمیر منیر پر روشن ہوجاویگا کہ کانفرس کی جماعت انتظامیہ نے ضلع منٹگمری میں ایک مسیحی بستی کی تجویز کو نہایت پسند کیا ہے۔ کہ اُس میں زراعت کے موجودہ سائنس کے اعلےٰ درجہ کے اصول استعمال

کئے جائیں۔ تاکہ گورنمنٹ عالیہ کو واضح ہو جائے کہ مسیحی قوم کیا کچھ کرنیکی قابلیت رکھتی ہے۔ اگر اُسے موقعہ دیا جائے۔ ہم مذکورہ بالا قیمت پر زمین لینے کی تجویز جناب کی خدمت میں اس لئے پیش کرتے ہیں تاکہ زمین کا ہم لوگوں کو ملنا یقینی ہو جائے۔ مزید التماس یہ ہے کہ جہاں تک کہ ہمیں عام لوگوں کے خیالات کا علم ہؤا ہے لوگ باگ ایسی زمین کا جس کی آبپاشی کا انتظام ہے فی مربع ۲۵۰۰ روپیہ دینے کو تیار رہیں۔ لہذا اس رقم کو انکا سٹنڈرڈ سمجھا جاوے۔ کانفرنس نے ایک مشورتی کمیٹی بھی بنائی ہے۔ جس میں تمام مشنوں کے بڑے بڑے آدمی شامل ہیں۔ تاکہ اس تجویز میں تمام کلیسیاؤں میں یک جہتی اور یگانگت رہے۔

علاوہ ازیں کانفرنس یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ اُس کے پاس ایسی ... ت کے سہولتیں موجود ہیں جنکا اگر مناسب طور سے استعمال کیا جائے تو وہ ایک نہایت ... طاقتور زراعت پیشہ جماعت بن سکتی ہے۔ مثلاً موگے میں اعلےٰ ... تعلیمی ... ہو رہا ہے جہاں سائنس کے اصولوں کے مطابق کاشتکاری سکھائی ... لیکن بدقسمتی سے وہ لوگ جو ان اصولوں اور طریقوں کی تحصیل کرتے ہیں ... کے بعد انپر عمل درآمد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں۔

علاوہ ازیں ہمارے درمیان امریکن مشنری صاحبان موجود ہیں۔ جو کہ ولایت کے زراعت پیشہ لوگوں میں سے ہیں۔ جو مسیحیوں کو نئے ایجاد کردہ آلات سے کاشتکاری کرنا سکھانے کو بالکل تیار ہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تمام مشنیں ہماری تائید کرینگی اگر گورنمنٹ ازراہ عنایت ہم کو ایک عمدہ مسیحی بستی بنانیکا موقع عنایت فرمائے۔

۔ رہی زمین کی پسند اس کے متعلق میں قوم کے لوگوں کی طرف سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس امر کو بالکل جناب کے دست خاص میں سپرد کرتے ہیں۔ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ اس معاملے میں کوئی ہماری ایسی مدد نہیں کر سکتا جیسا کہ حضور پرنور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو عوام الناس کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور جو کچھ جناب ہمیں دیں گے ہم اسے سر آنکھوں پر رکھ کر لیں گے۔

میں اس بات کا بھی جناب عالی کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اس تجویز میں وہی اشخاص شراکت کے لیے منتخب کئے جائیں گے جو نہایت اچھے اور معتبر چال چلن کے اور

گورنمنٹ کے خیر خواہ اور محنتی ہونگے۔

مسیحی قوم یہ بھی تمام پنجاب پر عیاں کرنا چاہتی ہے کہ اس میں اس بات کا امکان ہے کہ اگر حالات مناسب و مساعد مل جائیں تو وہ ایک نمونے کی بستی بن سکتی ہے جناب کی طرف سے اس خط کا خاطر خواہ جواب آنے پر میں کانفرنس کی طرف سے تمام لوازم و مراسم ادا کرونگا۔ جو کہ گورنمنٹ عالیہ کانفرنس کے لئے اس امر میں تجویز فرمائیگی۔

نیاز مند پریزیڈنٹ

دعا

ہندوستانی ایڈیٹرز ... (۲) مسٹر ...

فرانسیسی مدبر و مصنف کہتا ہے کہ انسان ہی ایک ایسا وجود ہے جو نماز کرتی ہے۔ اکثر شعرا خیال کیا کرتے ہیں کہ سب جاندار دعا اور خدا کی تعریف کے زمزمے اڑاتے ہیں۔ مرغ سحر جو اذان دیتا ... تسبیح پڑھتا ہے۔ بلبل جو چہکتا ہے اللہ میاں کی ستایش کے گیت گاتا ہے۔ چرند پرند سب خداوند تعالےٰ کے مدح سرا ہیں۔ بقول سعدی ؎

توحید گوے او نہ بنی آدم اند و بس ⁂ ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد

شاید یہ بات صحیح ہو مگر ہم نے تو آج تک نہیں دیکھا کہ کسی جانور نے دعا کی ہو نہ معتبر لوگوں سے سنا۔ نہ کسی مذہبی یا الہامی کتاب میں دیکھا۔ کہ کبھی کسی جانور نے خداوند تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ ہاں گائے بیل اور گھوڑے جب خوب پیٹ بھر کر چارہ کھا لیتے ہیں تو خوش ہو کر دانت نکال کر آسمان کی طرف مُنہ کرتے ہیں۔ شاعرانہ نازک خیالی اس کو دعا یا شکر گزاری کہے تو کہے مگر ہم اس بات کو ماننے کو تیار نہیں۔ حتےٰ کہ فرشتے بھی نماز پڑھتے کم دیکھے اور سنے ہیں۔ اور بات بھی ٹھیک ہے دعا کے معنی خواہش کے ہیں۔ یعنی بات چیت کرنیکا شوق اور یہ شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے اور محبت فقط انسان ہی کو پوری پوری اپنے خالق سے ہے کیونکہ وہ محض اسی لئے پیدا کیا گیا ہے ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ⁂ ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

دعا گویا انسان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ دعا سے زیادہ کوئی قدرتی شوق انسان کو نہیں دعا کی خو بو انسان کی جبلی سرشت میں داخل ہے۔ اور ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔ اور اس درجے پائی جاتی ہے کہ کوئی چیز اس عادت کو دبا نہیں سکتی۔ چھوٹے بچے بڑے شوق اور ادب سے دعا کیا کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جن مسیحی گھروں میں خانگی دعا ہوا کرتی ہے ان گھروں کے بچے ہمیشہ اپنے ماں باپ کو جو کثرتِ کار یا مشغولیت کے باعث غافل ہو جایا کرتے ہیں۔ دعا یاد دلا کر اپنا یہ فطری شوق پورا کرتے ہیں۔ بوڑھے دعا کو عصائے پیری تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے آخری دنوں اور ضعیفی کا سہارا خیال کرتے ہیں۔ دعا خود بخود بچوں کے معصوم ہونٹوں سے نکلتی ہے جو [illegible] کے ٹھیک طرح سے لینا نہیں جانتے۔ اور اُس جان بلب کے منہ سے [illegible] سنائی دیتی ہے جس میں اس کے ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی۔

ایک بڑے نامور استاد نے اپنے شاگردوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ترغیب دی ہے۔ ہر روز دعا مانگنے کی عادت سیکھ لو۔ مجھے معلوم ہے کہ آدمی ہیں کہ اگر اُن سے پوچھا جائے کہ تم دعا کیوں نہیں کرتے تو وہ جواب دیں گے کہ ہمیں وقت نہیں ملتا۔ طلباء کہیں گے کہ ہمیں مدرسے کا بہت کام کرنا پڑتا ہے جو نہایت لازمی ہے۔ اور اس کے کرنے کے بعد نہ ہمارے اندر دعا کی ہمت نہ شوق باقی رہتا ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ دعا سے تمہاری تعلیم میں کوئی حرج واقع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دعا سے تمہارے دلوں کو تسکین۔ آرام اور تازگی حاصل ہوگی۔ دیکھو سینکڑوں نیک لوگ ہوئے ہیں اور ہیں جو گھنٹوں دعا اور عبادت کرتے رہے ہیں۔ پھر بھی کئی کئی زبانیں انہوں نے تحصیل کی ہیں۔ فلسفہ اور سائنس ریاضی اور اور علوم پڑھے ہیں۔ اور ایسے پڑھے ہیں کہ دنیا میں نام پیدا کر گئے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو ہمارے ہندوستان کے پروفیسر یسوع داس رام چندر دنیا بھر میں حساب دانی میں مشہور ہوئے ہیں۔ آپ فقط کتابوں ہی کے دھنی علم و کمال ہی میں یکتا نہ تھے بلکہ دعا اور عبادت میں مردِ میدان تھے۔ گھنٹوں کے گھنٹے مذہبی اور دینی کتابوں کے مطالعے میں صرف کرتے

یہودیوں کی رسم کے موافق دن میں سات بار نماز پڑھتے۔ اور اس پر طرہ یہ
کہ بیسوں کتابیں لکھیں سائنس فلسفہ اور ریاضی کو چھان مارا۔ کتابیں تصنیف کرتے
تھے۔ ہفت زبان تھے۔ بائبل شریف عبرانی اور یونانی میں پڑھا کرتے تھے۔
دعا کے لئے وقت باندھنے چاہئیں۔ کم از کم دو دفعہ تو دعا لازمی ہے ایک
سونے جانے سے پہلے۔ دوسرے سو کر اٹھنے کے بعد۔ سونے سے پہلے اس لئے
کہ سونا مرا برابر ہوتا ہے۔ خدا کو اپنی روح اور نہ فقط اپنی بلکہ اپنے سب پیارے دل
بستہ رشتہ داروں اور دوست آشناؤں کی روح سپرد کرکے سونا چاہئے۔ پھر ع۔
«ایسی نیند کے کیا بات خواب کی» + سو کر اٹھنے پر اس لئے کہ صبح کی روشنی
دیکھنا واجب ہے۔ اگر سوئے کے سوئے رہ جاتے تو ہم کسی کا کیا کر
لینے کی فرصت نہ ملتی۔ دوسرے خیال کرو کہ دنیا میں لاکھوں رات
کو زمین کے بستر کے پیوند ہو گئے ہیں۔ کیا یہ خداوند تعالےٰ کی کم عنایت
ہے کہ ہم جیتے جاگتے زندوں کی سرزمین میں ہیں۔
سب سے بہتر تعلیم تو وہی ہمارے پیارے دعا کے پتلے ہمارے مہربان
آقا خداوند یسوع مسیح کی ہے۔ کہ ہر وقت جاگتے اور دعا مانگتے رہو۔ تاکہ
آزمائش میں نہ پڑو۔
روز مرہ کے فرائض شروع کرنے سے پہلے اپنے مالک کو یاد کرو۔ کہ وہ ہم
کو اُس دن کی ہر فکر و تردد اور آزمائش سے بچائے۔
آزمائشیں تو ضرور آئینگی اور تمہارے صبر اور نیکی کا امتحان ضرور ہو گا۔
اور رات ہونے سے پہلے تمہیں اپنے باپ کی مدد کی ضرورت پڑیگی۔ کہ وہ تمہاری
سپر بنے۔ اس کے حضور جاؤ اُس کی صلاح و مشورت سے کہو کہ تمہاری رہبری
کرے۔ اس کی قوت سے کہو کہ تمہاری دستگیری کرے۔ اس کی حضوری سے
کہ تمہیں مالا مال اور نہال کر دے۔ اور اُس کی مقدس روح سے درخواست کرو
کہ تمہیں پاک کرے۔ اور جب شام آئے اور جو کچھ تم نے دن کو کیا ہے۔ اس پر
نظر دوڑاؤ اور غور کرو۔ اور تمہیں معلوم ہو کہ تم سے کس قدر نادانیاں کوتاہیاں
اور قصور سرزد ہوئے ہیں تو وہ وقت دعا کا ہے۔ تبھی یہ محسوس کرکے

بہت لطف آئیگا کہ ایک پاک ذات ہے جس کے حضور تم حاضر ہو سکتے ہو۔ جو تمہاری عرض کو سنیگا۔ اور تمہیں معاف کردیگا۔ بشرطیکہ تم توبہ کرو۔ اور خداوند یسوع مسیح کے مبارک نام کی شفاعت چاہو۔ وہ ذات پاک تمہاری شام کی قربانیوں کو منظور و مقبول فرمائیگی۔ اور آنیوالے دن کیلئے تمہیں قوت اور توفیق نیکی عطا فرمائیگی اور اپنی پاکیزگی کا جامہ پہنائے گی۔ اس بات کا بڑا خیال رکھو کہ وقت نماز اور تمہارے درمیان کوئی چیز حائل و حارج نہ ہو۔ دانیل کا خیال کرو جو ایران کا وزیر اعظم تھا۔ اُن کے دل پر ایک سو بیس صوبوں کی کارپردازی اور انتظام کا بوجھ تھا۔ مگر کیا مجال کہ ایک وقت کی نماز بھی قضا ہو جائے۔ وہ خواہ کچھ بھی ہو اپنے حجرے میں تین بار تشریف لے جاتے تھے تاکہ دعا کریں اور اللہ جل شانہٗ کا شکر بجا لائیں۔

اگر تم دعا کا پورا پورا حظ اٹھانا چاہتے ہو تو اپنے دل کو ہر قسم کی نفسی بدی سے باز رکھو اور اپنے ضمیر کے آئینے پر گناہ کا غبار نہ جمنے دو۔ گناہ کا علم ہو جو تم نے کیا۔ چاہے وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جو تم کر بیٹھے ہو۔ یقین جانو کہ دعا کا مزا خاک میں مل گیا۔ یا تمہارے ساتھ گناہ رہیگا یا خدا کی رفاقت یہ دونوں باتیں کبھی یکجا نہ ہونگی۔ ؎

ہم اور رقیب دونوں یکجا بہم نہ ہونگے ::: ہم ہونگے وہ نہ ہونگے۔ وہ ہونگے ہم نہ ہونگے

اپنی دعاؤں کو خداوند یسوع مسیح کے نام سے گلدستہ بنا کر خداوند تعالےٰ کی نذر کرو۔ انسان اور خدا کے درمیان اُن کے سوائے اور کوئی شافع نہیں ہم میں کوئی صحت اور پاکیزگی نہیں۔ اپنی خوبیوں پر بھروسہ کرکے جو نماز ادا کروگے وہ باب قبول تک نہ پہنچیگی۔ دور ہی سے رد کردی جائیگی۔ صدق دل سے دعا اس کے نام سے ہو تو تیر بہدف اور سونے پہ سہاگا ہے۔ بقول عاصی

لیکر جو اس کا نام کبھی دل سے آہ کی ::: ہونٹوں پہ آکے آہ کی صورت تھی واہ کی

پاک روح کی مدد مانگو۔ خداوند مسیح نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو پاک روح اُن سے مانگیں گے وہ دینگے اور کثرت سے دینگے کوئی نعمت پاک روح کی برکت کا لگا نہیں کھا سکتی۔ روح القدس کی تائید چاہو تو ہر قسم کی آزمائش سے محفوظ

رہوگے۔ اور دنیا میں بڑی مفید اپنے اور اوروں کے لئے بابرکت اور کامیاب زندگی بسر کروگے۔ مرتے وقت اطمینان کُلّی ہوگا۔ اور مرنے کے بعد حیات ابدی و قرب سرمدی حاصل ہوگا۔

تیری رحمت سے دو عالم میں ہے بیڑا پار گر ؛ مرتے دم یارب خیالِ روئے جاناں ندرہے

دی پنجاب کرسچن سنٹرل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ۔ لاہور

ناظرین والاتمکین کی توجہ اُس اشتہار کی طرف دلانا چاہتے ہیں جو کرسچن بنک کی طرف سے اس نمبر کے سرورق کے چوتھے صفحے پر ہے۔ بنک کے کاروبار کا بالنس شیٹ یا اسباب کا شاہد ہے کہ بنک بہت خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے رہا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ مسیحی قوم کے چند مہتمم اور خاص کر زمین داران نے اس بنک کے بنانے کی تجویز کی۔ ہر چند پنجاب میں گورنمنٹ و دیگر انجمنوں کے متعدد بنک موجود تھے تاہم مسیحیوں کو خواہ وہ زمین یا دیہات کے قرض پر روپیہ شاذ و نادر ہی مل سکتا تھا۔ اسلئے مناسب خیال کیا گیا کہ ایک بنک خاص مسیحیوں کے فائدے کیلئے کھولا جائے جس میں فقط مسیحیوں کا روپیہ ہو اور جس کا نفع بھی مسیحیوں ہی کو پہنچے۔ مقام شکر گزاری ہے کہ اس بنک کو جو ابھی محض تین چار سال کا بچہ ہے شروع ہی میں توقع سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے کوئی بنک ایسا نہیں ہوا کہ جس کا سرمایہ شروع میں ایک لاکھ سے زیادہ ہو جائے۔ قاعدے کی بات ہے کہ ہر بنک کے حصّہ داران کو شروع سال میں ہمیشہ کم نفع ہوتا ہو کرسچن کوآپریٹو بنک کا نفع بھی پہلے سال میں قلیل تھا۔ چنانچہ حصّہ داران نے مصلحتاً اس نفع کو بنک میں ہی رہنے دیا۔ پچھلے سال دس فیصدی منافع ہوا تھا۔ مگر ڈائرکٹران نے ۹ فیصدی حصّہ داران کو دیا کیونکہ خواہ نفع زیادہ بھی ہو۔ دس فیصدی سے زیادہ نفع حصّہ داران کو قواعد بنک ہا کی رو سے نہیں دیا جا سکتا۔

ناظرین کو واضح ہو کہ پنجاب کرسچن کوآپریٹو بنک کا تعلق سرکار عالیٰ مدار سے ہے اور سال بسال سرکار کی طرف سے اس کے حساب کی پڑتال ہوتی ہے۔ اور مسٹر [illegible] کلورٹ صاحب جسٹرار کوآپریٹو بنکس پنجاب اس بنک میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اپنی نیک صلاح و مصلحت سے بنک کو فیضیاب فرماتے ہیں اسلئے حصّہ داران امانت گذاران کو کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

امید کیجاتی ہے کہ امسال بنک کو پہلے سے بھی زیادہ خاطر خواہ منافع ہوگا۔

اس بنک کی روحِ رواں پروفیسر آر۔ جی۔ درگا پرشاد صاحب ہیں جو علم سیاست مدن کے فاضل اجل ہیں اور بنک کے

کام میں خاص مہارت اور واقفیت رکھتے ہیں آپ بنک کے آنریری منیجر اور سکرٹری ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ مسیحیوں کے فائدہ کے لئے آپ نے بلا تنخواہ کام کرنا منظور فرمایا ہے آپ نہایت جانفشانی اور سرگرمی سے اس بنک کی کامیابی کے لئے کوششیں مبذول فرما رہے ہیں۔ بنک کی ترقی کے بہت جویاں ہیں اور اس کے اخراجات کو جس قدر ممکن ہو سکتا ہے کمی پر رکھتے ہیں۔ باایں ہمہ بنک کی حقیقی اور مستقل پائداری اور قیام کا دارومدار مسیحی قوم کی دلچسپی پر ہے اس لئے مناسب اور ضروری ہے کہ لوگ بکثرت حصص خریدیں اور معقول رقم بطور امانت پر رکھیں۔ اور ہم خرما و ہم ثواب کا مزہ چکھیں۔ چپڑی اور دو دو مل رہی ہیں۔ روپیہ محفوظ اور اس پر اضافہ سود۔ اسمیں تنہا ہی فائدہ نہیں ہے بلکہ غریب دیہاتی اور شہری مسیحیوں اور زمینداران کا بھی بہت مفاد ہے۔ سرمایہ داران خاص توجہ فرمائیں۔ سب مسیحی بھائیوں اور بہنوں سے خاص طور پر اپیل اور استدعا اسلئے کیجاتی ہے کیونکہ اس کام کو انہیں کے برتنے اور لوٹنے پر اور انہی کے فائدے کیلئے اپنے ذمہ لیا گیا [illegible] ایک ایسا کام ہے جسمیں مسیحیوں کا ہاتھ ہے۔ دیسی ڈائرکٹران۔ دیسی ہی حصہ داران [illegible] اور ہمارا فرض عین ہے کہ ہم عملی ثبوت دیں کہ ہم اس کام کے لائق ہیں اور اپنی قوم کا فائدہ بغیر [illegible] ت کے چشم بد دور آجکل اتنے مسیحی پنجاب میں ہیں کہ اگر وہ ذرا بھی ہمارا ہاتھ بٹائیں اور اس معاملے میں [illegible] سے بھی کریں تو قطرہ قطرہ بہم شود دریا کا مضمون صادق آسکتا ہے۔ لہذا دست بستہ التماس و عرضی [illegible] کہ جملہ مسیحیان اس بنک کے حصے خریدیں۔ اور زر امانت جمع کرائیں۔ اور اس بنک کو خود [illegible] پھیلانے کا ذریعہ بنائیں۔ زمانے کی تاریخ نے اس بات کا عملی ثبوت دیا ہے کہ کوئی قوم تر[illegible] تاوقتیکہ اس قوم کے تمام لوگ مل کر کام نہ کریں۔ روپیہ ہے تو دینی اور دنیوی دونوں طرح [illegible] ہو جاتی ہے۔ ورنہ زر نیست عشق ٹیں ٹیں کا مضمون ہوتا ہے ؎

زر ناخدا ہے کشتیٔ بحرِ حیات کا ✦ زر رہنما ہے رہروِ راہِ نجات کا
ہیں دان اسی سے صدقہ و خیرات اسی سے ہو ✦ آرام و عیش و لطف کی ہر بات اسی سے ہو

قوم و کلیسیا کے ستون زمینداران و زراعت پیشہ لوگ ہی زیادہ تر ہوتے ہیں۔ تاوقتیکہ انکو اٹھایا نہ جائے اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں۔ قوم ترقی کے میدان میں قدم آگے نہیں رکھ سکتی۔ اسلئے ہر ایک مسیحی قوم کے سچے عاشق کا فرض منصبی ہے کہ بنک کی حمایت تن من دھن سے کرے۔ اور جب پلے سے کوڑی خرچ نہ ہوتی ہو۔ بلکہ فائدہ ہوتا ہو تو دریغ کرنا بعید از عقل تصور ہوگا۔ ایسے کاروبار سے طرفین کو سود حاصل ہوتا ہے لینے والے اور دینے والے دونوں کا بیڑا پار۔ واضح ہو کہ اس بنک سے نہ فقط اہل دیہات و زمینداران فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بلکہ شہروں کے مسیحیوں کو بھی یکساں حق حاصل ہے۔ بنک کا روپیہ فرداً فرداً سود پر نہیں دیا جاتا جب تک کہ قرض لینے والے کے پاس کسی قسم کی جائداد غیر منقولہ نہ ہو۔ لیکن اگر چند مسیحی مل کر ایک انجمن یا سوسائٹی بنا لیں تو کل کی ذمہ واری پر بخوشی روپیہ دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بہت سہل طریقہ ہے۔ بڑا عمدہ موقعہ ہے کہ مسیحی لوگ اس بنک سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ آجکل روپیہ قرض پر اور جگہوں سے ملنا سخت مشکل ہے ✦ باقی حالات پروفیسر آئی دُرگا پرشاد صاحب آنریری منیجر اور سکرٹری دی پنجاب کرسچن سنٹرل کوآپریٹو بنک لیمیٹڈ لاہور سے دریافت فرمائیں ✦

ایڈیٹر انچیف

کاپی ٹول

ایک نہایت عمدہ اور مجرب دوائی ہے جو لاہور۔ دلی سنسدھی اور مشرقی پھوڑوں۔ بواسیر خارش۔ کھجلی۔ پتی۔ انکھیوں کی گور پک جانے زخم ضرب وغیرہ وغیرہ کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے سینکڑوں مریض اس نایاب مرہم سے شفایاب ہوچکے ہیں فوراً خرید فرمائیں ۔

سیلینیکی یا آئلی صفاچٹ

ہندوستانی جڑی بوٹی کو گھسانے سستی بجگر اور معدہ اور ایام بیماری میں جو درد سر میں پایا جاتا نہیں رکھتی یہ دوا ہر گھر میں موجود رہنی چاہیے ضرور خرید فرمائیں

(۲) مشتہر ایڈیٹرز ایل ایمن اینڈ سنز کیمسٹ ۲ نکلس روڈ لاہور

کرسچن میوچوال پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

یہ بیمہ فنڈ مسیحیوں کیلئے خاص ہے جسمیں ہر قوم و فرقہ و کلیسیا کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے منافع کے مالک بھی ممبرانِ فنڈ ہی ہیں۔ سابقہ ویلیوایشن دانداز مالیت: پانچ سال میں فنڈ کو ہزار روپے کا منافع ہوا۔ اخراجات بہت کم رکھے گئے ہیں حتیٰ کہ ڈائرکٹران فنڈ بلا معاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بیواؤں یتیموں کیلئے پنشن۔ بچوں کیلئے تعلیمی وظائف بڑھاپے کیلئے پنشن کم حیثیت اشخاص کیلئے چار آنے ماہوار تک بیمہ کیا جاتا ہے رقوم چندہ مقابلۃً کم رکھی گئی ہیں ڈھائی لاکھ روپیہ پنشنوں اور قومی حرسی میں ادا کیا جاچکا ہے اس فنڈ کا تقریباً تین لاکھ کا سرمایہ سرکار کے پاس جمع ہے ہر شہر اور قصبے میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر لکھیں

فیلڈ سکرٹری۔ کرسچن میوچوال پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

دی پنجاب کرسچن سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ۔ لاہور

عرصہ تین سال کا ہوا کہ یہ بنک شہر لاہور میں کھولا گیا تھا۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے دیہاتی مسیحیوں کی مالی حالت کو بہتر بنایا جاوے۔ اس مُومنٹ کے ذریعہ سے جو لوگ مسیحی مذہب میں شامل ہوتے ہیں انکی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ خواہ زراعت پیشہ ہوں یا صنعتی یا حرفتی کاموں میں لگے ہوئے ہوں ان لوگوں کو قرضی روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسیحی مذہب اختیار کرنے کی وجہ سے جو بنئے بقال وغیرہ لیکن ان غریبوں کو روپیہ اُدھار پر دے بھی دیتے تھے وہ بھی انکار کر ... ت کے انکی مدد نہ کریں تو یہ لوگ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ بدیں بنک کے ... بعض ... مسیحیوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ عمدہ سود کی شرح پر روپیہ امانت بر... بنک کے حصص خرید کر عمدہ ڈیویڈنڈس (منافع) کماویں۔ پچھلا ڈیویڈنڈ ... شرح کے حساب سے دیا گیا تھا۔ پچھلے تین سال کے عرصہ میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ ... دیا جا چکا ہے جو وقت مقررہ پر واپس آ رہا ہے اور تقریباً بارہ ہزار روپیہ سود امانت پر روپیہ رکھنیوالوں کو پہنچ چکا ہے۔ سو یہ بات دہی ہے کہ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام حصص کی قیمت مبلغ ۵ روپیہ ہے جو سہ ماہی انسٹالمنٹ (قسط) میں واجب الادا ہے جو علاوہ شرح سود امانتی روپیہ کے واسطے ذیل میں درج ہے۔

تین ماہ کے فکسڈ ڈپازٹ جو علاوہ زرِ جمع مستقل کے واسطے بشرح ۴½ فی صدی سالانہ

۶ 〃 〃 〃 〃 ۵½ 〃 〃

۱۲ 〃 〃 〃 〃 ۶½ 〃 〃

پچھلا بیلنس شیٹ منگوا کر بنک کی مالی حالت کا ملاحظہ فرماویں۔ بنک چلانے کے اخراجات نہایت کم ہیں۔ سوائے ایک پورے وقت کے اکاؤنٹنٹ کے باقی سب عہدہ داران بلا اجرت قومی خدمت کر رہے ہیں

المشتہر

آئی درگا پرشاد۔ آنریری منیجر و سکرٹری

کریمی پریس لاہور نزد گوگوانی ... باہتمام میر قسمت اللہ پرنٹر چھپا ... مینیجر ... سے شائع ہوا